al-marifat.org

قطبِ الزماں، امام الاولیاء شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:۔

قطب الارشاد حضرت احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ ضلع گوجرانوالہ کے ایک چھوٹے سے قصبہ ''جلال'' نزد گکھڑ ریلوے اسٹیشن ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ کو جمعۃ المبارک کے روز پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد ماجد کا نام نامی حبیب اللہ شیخ تھا جو ایک صالح اور دین دار بزرگ تھے اور چشتیہ خاندان میں بلند مقام کے مالک تھے۔ آپؒ کے والدین نے پیدائش سے قبل ہی آپ کو دین کی خدمت کے لیے وقف (محرر) فرمادیا تھا۔

تعلیم وتربیت:۔

اوائل عمر ہی میں آپؒ کی والدہ ماجدہ نے آپؒ کو خود ہی قرآن پاک پڑھایا اور پھر آپؒ کو ایک قریبی گاؤں ''کوٹ سعد اللہ'' کے پرائمری سکول میں داخل کرادیا گیا۔ بعد میں آپ نے تلونڈی کھجوروالی کے سکول میں داخلہ لیا اور پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد آپ کو گوجرانوالہ کی جامع مسجد میں مولانا عبدالحق صاحبؒ کے حلقہ درس میں داخل کروادیا گیا جہاں آپ کی دینی تعلیم کی ابتداء ہوئی۔ ابھی چند ہی مہینے یہاں گزرے تھے کہ آپ کو حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے ہمراہ سندھ بغرض تعلیم و تربیت بھیج دیا گیا۔ حضرت مولانا سندھیؒ قدرے سخت مزاج تھے اور ہر وقت آپ کو کام میں مصروف رکھتے۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کرلانا، گھر کا پانی بھرنا، مولانا سندھیؒ اور چھوٹے بھائیوں کے کپڑے دھونا آپؒ کے فرائض میں شامل تھا۔ سات سال تک آپؒ ایک روٹی پر گزارہ کیا۔ جب بھوک زیادہ ستاتی تو جنگل میں چلے جاتے اور جنگلی بیروں اور کیکر کی پھلیوں سے پیٹ بھرلیا کرتے تھے۔

بیعت:۔

حضرت مولانا سندھیؒ آپؒ کو لے کر امام العارفین حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت دین پوریؒ نے آپؒ کو از خود سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ میں بیعت فرمالیا اور اسم ذات کی تلقین فرمائی۔ اس وقت آپؒ کی عمر صرف ۹ برس تھی آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ اُس وقت نہ مجھے بیعت کا پتہ تھا نہ ذکر اذکار کا کوئی علم تھا نہ اُس سے پہلے لطیفہ قلبی کبھی سُنا تھا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ حضرت دین پوریؒ کے بتائے ہوئے اسباق کو جو پڑھنا شروع کیا تو پھر زندگی کے آخری لمحات تک اسے نبھانے کی توفیق بھی خُدا نے بخشی آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب امروٹ شریف جانا ہوا تو حضرت قطب الاقطاب مولانا سید تاج محمود امروٹیؒ کی شفقت کی بھی انتہا نہ تھی

al-marifat.org

وہاں کئی سال طالب علمی کی زندگی گزاری پھر مولانا سندھیؒ نے جب اپنا مدرسہ پیر جھنڈے میں منتقل کرلیا تو آپؒ کو وہاں ان کے ساتھ جانا پڑا۔ مگر آپ کا قلبی رابطہ حضرت امروٹیؒ سے بدستور رہا۔ تعلیم کے بعد جب آپ کو دہلی اور لاہور وغیرہ میں قیام کا اتفاق ہوا تو آپؒ اکثر و بیشتر ان دونوں حضرات کی خدمت میں اپنا کاسئہ گدائی لے کر حاضر ہوتے اور دونوں حضرات سے جو خیر ملتی اسے اپنے کاسئہ گدائی میں ڈال لیتے۔

دارالرشاد میں قیام:۔

حضرت سندھیؒ نے گوٹھ پیر جھنڈا میں دارالرشاد کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی اور اسی میں آپ کو بھی تربیت دی، تکمیلِ علم کے بعد آپؒ کو اسی درسگاہ میں مدرس مقرر کر دیا گیا۔

پہلی شادی:۔

حضرت مولانا سندھیؒ کی بڑی صاحبزادی آپ کے عقد میں آئیں۔ مگر صرف ایک سال کے بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

دوسری شادی:۔

آپؒ کی دوسری شادی حضرت مولانا ابو محمد احمدؒ چکوالی کی صاحبزادی سے ہوئی، نکاح حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں پڑھایا۔ اپنی شادی کا تذکرہ کرتے ہوئے آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب نکاح کے خیال سے حضرت سندھیؒ مجھے پیر جھنڈے سے دیوبند لے گئے تو دور دراز سفر کی وجہ سے میرے کپڑے سخت میلے ہو گئے تھے۔ انہوں نے مجھے اطلاع نہیں دی تھی کہ تمہارے نکاح کے لیے تمہیں لے جا رہا ہوں۔ میرے پاس کپڑے دھونے کے لیے پیسے بھی نہ تھے۔ تو نکاح کے وقت سب سے میلے کپڑے میرے ہی تھے اور جب واپس نواب شاہ آئے تو ہمارے گھر میں سونے کے لیے نہ کوئی چارپائی تھی اور نہ ہی کھانے کے لیے کوئی برتن تھا۔ میں کرائے پر ایک چارپائی لے آیا۔ جمعہ کے روز کپڑے دھو کر اپنی سوتی ٹوپی کو جست کے ایک کالب پر کلف لگایا کرتا تھا۔ اس میں روزانہ بکری کا دودھ لے آتا جو سندھ میں روٹی کے ساتھ کھانے کا عام رواج ہے اور میری بیوی چونکہ لاہور کی رہنے والی تھی جہاں سالن کے ساتھ روٹی کھانے کا رواج تھا اس کے لیے اگرچہ وہ مجھے مجبور تو نہ کرتی مگر چونکہ وہ بکری کے دودھ سے روٹی کھانے کی عادی نہ تھی اس لیے میں خود ہی بازار سے ایک پیسے کا سالن لے آیا کرتا تھا۔ میری بیوی نے دین کے سلسلے میں میری سب سے زیادہ مدد کی۔ اس نے کبھی مجھے کھانے پینے، پہننے اور روپے پیسے کے معاملے میں تنگ نہ کیا۔ جو اللہ نے دیا اسے دے دیا جو خدا نے عطا فرمایا اسے کھلا دیا جو خدا نے پہننے کو دیا اسے پہنا دیا اور لاہور کے قیام کے زمانے میں ابتداء میں تو کئی بار فاقہ کشی کی نوبت بھی آئی یہاں تک کہ اس کے زیور بیچ بیچ کر مکان کا کرایہ دیتے رہے مگر وہ کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائی اس لیے میں خدا کا بڑا ہی شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایسا ساتھی دیا کہ جس نے مجھے دُنیا کے معاملے میں کبھی تنگ نہ کیا اور خدا نے اس کا بدلہ یوں دیا کہ اپنے خاندان میں صرف اُس کو یہ شرف حاصل ہوا کہ سات آٹھ مرتبہ حج اور عمرے نہایت آرام سے بذریعہ ہوائی جہاز کیے اور پھر مزید خوش بختی یہ ہے کہ اس کا ایک بیٹا آج

من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؑ)
He who KNOW himself, he doubt KNOW ALLAH
al-marifat.org

مدینہ منورہ میں عربی زبان میں درس قرآن وحدیث دیتا ہے اور باقی دو بیٹے لاہور میں خدمت قرآن میں مصروف ہیں ۔
دراصل اس میں بھی اس کے دینی ذوق وشوق کو بڑا دخل ہے اگر وہ مجھے اپنے بیٹوں کی دنیاوی تعلیم کے لیے مجبور کرتی، عام عورتوں کی طرح کہتی کہ اگر یہ سکول کی تعلیم حاصل نہ کریں گے اور انگریزی نہ پڑھیں گے تو کہاں سے کھائیں گے، مُلا کے مُلا رہ جائیں گے۔ ان کے رشتے کیسے ہوں گے وغیرہ وغیرہ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ دینی تعلیم کے معاملے میں مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے تھی۔

دینی اور ملی خدمات:۔

حضرت مولانا سندھیؒ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے ایماء پر دیوبند میں جمعیۃ الانصار قائم کی جس کا مقصد فضلائے دیوبند کی تنظیم کرنا تھا حضرت مولانا سندھیؒ نے دس افراد کو قرآن پاک کی انقلابی تفسیر پڑھانا شروع کی اس جماعت میں پانچ گریجویٹ اور پانچ مستند علماء تھے۔ مگر بعض مصالح کی بناء پر حضرت شیخ الہندؒ کے مشورے سے حضرت مولانا سندھیؒ نے دہلی کی مسجد فتحپوری میں اس مقصد کی تکمیل کے لیے ڈاکٹر انصاریؒ اور حکیم اجمل خاں مرحوم کے زیر سرپرستی نظارۃ المعارف القرآنیہ قائم کی۔
مذکورہ بالا پانچ مستند علماء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بھی شامل تھے۔ آپؒ نے حضرت سندھیؒ کے حکم پر نواب شاہ میں ایک مدرسہ قائم کیا اور بعد میں حضرت شیخ الہندؒ کے ارشاد پر حضرت سندھیؒ نے آپؒ کو نواب شاہ سے دہلی بلا لیا۔ جب حضرت مولانا سندھیؒ ہجرت کر کے کابل جانے لگے تو آپؒ کو نظارۃ المعارف القرآنیہ میں اپنا جانشین مقرر فرما دیا۔
شُدھی اور سنگھٹن کی تحریک ارتداد کے زمانہ میں حضرت لاہوریؒ نے آگرہ اور مضافات کے دورے بھی فرمائے اور اکثر مسلمانوں کے غلط نام مثلاً محمد سنگھ، محمد رام وغیرہ سے بدل کر صحیح اسلامی نام رکھوائے اور کلمے بھی پڑھوائے۔ ریشمی رومال کی تحریک میں جب علماء و مشائخ کی گرفتاریاں عمل میں آئیں تو آپؒ کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور مختلف مقامات سے منتقل کرتے ہوئے آپ کو لاہور میں نظر بند کر دیا گیا۔ لاہور میں آپؒ کا کوئی ہمنوا نہ تھا آپؒ نے درس قرآن کی ابتداء کی اور آہستہ آہستہ آپؒ کے درس قرآن کا چرچا عام ہوتا گیا۔ چونکہ آپؒ انگریزوں کے سخت خلاف تھے اس لیے شروع شروع میں بہت کم لوگ التفات کرتے تھے گھر میں کئی کئی روز تک فاقہ ہوتا تھا آپؒ صابن بنا کر اور عربی کتابوں کے مسودوں کی تصحیح کر کے اپنی ضروریات پوری کرتے اور بعض اوقات تو آپ کے گھر والوں نے چنے چبا کر گزارا کیا ۔مسجد لائن سبحان خاں (موجودہ جامع مسجد شیرانوالہ کے متصل جنوب میں واقع) آپؒ کی دینی خدمات کا مرکز تھی۔ آپؒ جب ۱۹۲۰ء میں کابل سے واپس تشریف لائے تو ''انجمن خدام الدین'' کی بنیاد رکھی۔ آپؒ ساری زندگی خدمت قرآن وسنت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپؒ نے قرآن عزیز کی تفسیر لکھی، مدرسہ قاسم العلوم قائم فرمایا، مدرسہ البنات قائم کیا، کئی مساجد تعمیر کروائیں، انجمن خدام الدین کے زیر اہتمام ہفت روزہ ''خدام الدین'' کا اجراء کیا جس میں دوسرے مضامین کے علاوہ آپؒ کا ارشاد کردہ خطبۂ جمعہ اور مجلسِ ذکر کا بیان بھی بڑے اہتمام سے چھپا کرتے تھے۔ اس پرچے کی آمدنی کا ایک پیسہ بھی آپؒ اپنی اولاد پر اور اپنے آپ پر حرام سمجھتے تھے، بلکہ اپنی جیب سے رسالہ خریدا کرتے تھے۔ اسی اخلاص کا نتیجہ ہے کہ آپؒ کے ارشادات کی مقناطیسی کشش نے بڑے بڑے جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے دل موہ لیے اور وہ سچے مسلمان بن گئے۔ آپؒ نے مختلف

al-marifat.org

موضوعات پر آسان زبان میں دینی رسائل لکھے اور باطل فرقوں کی سرکوبی کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا چنانچہ فتنہ انکارِ حدیث کی سرکوبی کر تے ہوئے یہ جامع ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

”جو منکر حدیث ہے وہ منکر قرآن ہے، جو منکر قرآن ہے وہ خارج از اسلام ہے یعنی پکا بے ایمان ہے“۔

اس ارشاد کے صاف صاف الفاظ سُن کر کئی گم گشتگان راہ ءراست پر آ گئے اور جو اس فتنہ کی طرف مائل تھے وہ گمراہی سے بچ گئے۔ ایک دفعہ میکلیگن انجینئرنگ کالج کے انگریز پرنسپل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو آپؒ نے احتجاج کرنے والے طلبہ کا ساتھ دے کر اس تحریک میں جان ڈال دی اور جیل جا کر آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا ثبوت مہیا فرمایا۔ پیرانہ سالی کے باوجود تحریک ختم نبوت کے دوران آپؒ نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا اور جیل کی صعوبتیں برداشت کیں آزادی کشمیر کے لیے مجاہدین کی ہر طرح سے اعانت فرمائی۔ پاکستان بننے کے بعد آپؒ کو جمعیۃ العلماءاسلام کا متفقہ امیر نامزد کیا گیا۔ الغرض آپؒ ہر طرح سے تادمِ واپسی قوم وملت کی خدمت کرتے رہے اور دین حقہ کی اشاعت میں مصروفِ عمل رہے۔

خلعتِ خلافت:۔

روحانی اسباق کی تکمیل پر حضرت سلطانُ الاولیاء تاج محمود امروٹیؒ نے آپؒ کو بیعت وارشاد کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ نے بھی آپؒ کو خلعتِ خلافت سے نوازا۔

تصنیفات:۔

آپ نے قرآن عزیز کی تفسیر لکھ کر اُمت پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ اس کام کو مکمل کرنے کے لیے آپؒ ”واہ گاؤں“ کی جامع مسجد کے حجرے میں قیام پذیر رہے اور یکسوئی سے قرآن کریم کے خلاصہ ہائے رکوعات اور ربط آیات تحریر فرمائے۔ آپؒ نے مندرجہ ذیل رسائل بھی لکھے جو انجمن خدام الدین لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتی رہی ہے۔

۱۔تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ	۲۔شہادۃ النحاریر علی حرمۃ المزامیر
۳۔اسلام میں نکاح بیوگان	۴۔احکامِ شبِ برات
۵۔ضرورۃ القرآن	۶۔اصلی حنفیت
۷۔خُلقِ محمدیؐ	۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ہوئے وظیفے
۹۔خلاصہ ءاسلام	۱۰۔مال میراث میں حکمِ شریعت
۱۱۔توحیدِ مقبول	۱۲۔فوٹو کا شرعی مسئلہ
۱۳۔پیغامِ رسولؐ	۱۴۔تحفہءمیلا د النبی
۱۵۔رسالہ معراج النبیؐ	۱۶۔فلسفہ عیدِ قربان
۱۷۔اسلام ہند خطرہ میں	۱۸۔شرح اسماءاللہ الحسنٰی

al-marifat.org

۱۹۔فلسفۂ نماز	۲۰۔فلسفۂ روزہ
۲۱۔اسلام کا فوجی نظام	۲۲۔بہشتی اور دوزخی
۲۳۔خدا کی نیک بندیاں	۲۴۔مسلمان عورت کے فرائض
۲۵۔پیر اور مرید کے فرائض	۲۶۔گلدستہء صد احادیث نبویؐ
۲۷۔فلسفۂ زکوۃ	۲۸۔اسلام اور ہتھیار
۲۹۔علمائے اسلام	۳۰۔مقصدِ قرآن
۳۱۔خدا کی مرضی	۳۲۔نجاتِ دارین کا پروگرام
۳۳۔استحکام پاکستان

ان رسائل کے علاوہ مندرجہ ذیل کُتب بھی شائع ہو چکی ہیں

۱۔خلاصۃ المشکوٰۃ ۲۔علماء حق پرست کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب
۳۔خطباتِ جمعہ (دس جلدیں) ۴۔مجلسِ ذکر (دس جلدیں) ۵۔مجموعۂ تفاسیر
۶۔قرآن عزیز معہ ترجمہ وحاشیہ

انگریزی رسائل:۔

1. Islam and Ahmadism
2. Wisdom of the Quran-1
3. Wisdom of the Quran-2
4. Quran and Science
5. Quranic Conceptions of National Solidarity and International Peace
6. Preaching of Islam
7. Reform of Muslim Society
8. Spirit of Islamic Culture
9. The Quranic Origin of the Islamic Policy
10. Islam's Solution of the Basic Economic Problems

من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؑ)
He who KNEW himself, he doubtlessly KNEW ALLAH
al-marifat.org

اولاد:۔

آپؒ کے تین صاحبزادے تھے۔خلفِ اکبر حضرت مولانا حافظ حبیب اللہؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ اور حضرت مولانا حافظ حمید اللہ صاحبؒ۔ اول الذکر ۱۹۴۸ء سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک حرمین شریفین میں صبح وشام درس قرآن وحدیث میں مشغول رہے ۔دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا عبیداللہ انورصاحبؒ اپنے عالی مرتبت والدِ بزرگوار کے جانشین تھے۔آپؒ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ آپؒ گوناگوں اوصاف کے حامل تھے۔آپؒ کے تیسرے صاحبزادے جناب الحاج حافظ حمید اللہ صاحبؒ تھے جو لاہور ہی میں زندگی بھر درس وتدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔تینوں صاحبزادگان کی روحانی تربیت حضرت لاہوریؒ نے خود فرمائی تھی۔

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی وفات کے بعد آپؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہٗ العالی آپؒ کے خانوادے کی تمام روایات کے امین ہیں۔اوراس مرکز رُشد وہدایت کی مکمل سرپرستی فرماتے ہیں جبکہ ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد اکمل قادری مدظلہٗ العالی تمام اُمور میں ان کی معاونت فرماتے ہیں۔

معمولات:۔

حضرت لاہوریؒ بازار سے سوداسلف خودخرید کرلاتے تھےاورخداداد بصیرت سے رزق حلال کاانتخاب فرما کر اشیاء خرید فرماتے تھے۔اپنی اہلیہ محترمہ کے بیمار ہونے کی صورت میں خود اپنے ہاتھوں سے آٹا گوندھتے اورسالن تیار کرتے تھے۔ساری زندگی گھر میں کوئی نوکر نہیں رکھا ۔ہفتے میں دوتین دفعہ نمازِعصر کے بعد گھر میں جلانے کے لیےلکڑیاں کاٹ کرلاتے تھے۔جمعہ کے روز اپنے کپڑے خود دھوتے تھے۔آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ ’’دھوبی کپڑے صاف توکردیتے ہیں مگر پاک نہیں کرتے‘‘ آخری مر میں کثرتِ مشاغل اورنقاہت کے باعث خود کپڑے دھونا چھوڑ دیالیکن دھوبی کے دُھلے ہوئے اوراستری کیے ہوئے کپڑوں کوگھر میں تین مرتبہ پانی میں پاک کیا جاتا تھا۔آپؒ نے ابتدائے عمر سے سفید کھدر کالباس زیبِ تن فرمایا توزندگی کے آخری دن تک وہی لباس رہا۔بلکہ اپنے کفن کی چادریں بھی سفید کھدر سے تیار کروائیں۔جب بھی حج اورعمرے سے واپس تشریف لاتے تواحرام کی چادروں کا کفن سلاکر رکھ لیتے اوران پرتحریر فرمایا کرتے تھے

’’یہ احمد علی کا کفن ہے۔‘‘

آپؒ نے چودہ دفعہ حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی۔آپؒ نے ساری زندگی حتی الامکان اس بات کی پوری احتیاط فرمائی کہ بےنماز کے ہاتھوں کا پکا ہوا کھانا نہ کھایا جائے۔

آپؒ جب کبھی تبلیغی دورے پرتشریف لے جاتے توبُلانے والوں سے مشروط وعدہ فرماتے تھے کہ ’’خدا تعالیٰ نے توفیق دی، کرایہ ہوا تو آؤنگا ‘‘دوسروں سے کرایہ ہرگزنہ لیتے تھے۔بعض بڑے گھرانوں سے آپؒ کے تعلقات کافی پرُانے تھے مگر آپؒ ان کے گھر کاپانی تک نہ پیتے تھے۔آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ ’’دُنیادار کے غرورکی گردن توڑنے کے لیے میں نے استغناء سے تیز دھار آلہ نہیں دیکھا۔اگر میں دُنیاداروں کے تحفے تحائف لیتااورمرغ پلاؤ کھاتا تو شیطان ان کوسکھلاتا کہ حضرت صاحب خاطر مدارت بھی کرواگئے کرایہ کے نام پر

al-marifat.org

پیسے بھی لے گئے اورہمیں وعظ بھی سُنا گئے عوض معاوضہ گُل ندارد۔اس طرح میرے یہ سارے اوقات رایئگاں جاتے نہ اُن کی آخرت سنورتی اور نہ ہی میں عنداللہ ماجور ہوتا۔''

وفات:۔

حضرت لاہوریؒ جمعہ کے دن اور رمضان المبارک کے مہینے میں اس عالم ناسوتی میں تشریف لائے تھے اور خداوند عالم نے اپنے اس پاکباز بندے کو جمعہ ہی کے دن اور رمضان المبارک ہی کے مہینے میں اپنے پاس بُلا لیا۔

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ جمعہ کے روز آپؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ نے آپؒ کے حجرہ میں جا کر عرض کی کہ میں آپ کے غسل کے لیے پانی گرم کردوں؟ آپؒ نے فرمایا آج میں تندرست ہوں خود ہی گرم کرلوں گا۔لہذا آپؒ نے غسل کا خود ہی انتظام فرمایا۔گیارہ بجے کے بعد طبیعت خراب ہوگئی تاہم باوجود اس کے آپؒ اپنا تحریر فرمودہ خطبہ لے کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ناساز طبیعت کے باعث آپؒ خود نمازِ جمعہ نہ پڑھا سکے بلکہ حافظ حمیداللہ صاحبؒ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔

حافظ حمیداللہ صاحبؒ نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔نماز کے بعد آپؒ کو گھر لایا گیا حالت زیادہ خراب ہوگئی آپؒ پر سکرات طاری ہوگیا، جب ہوش آتا تو فرماتے ''مولوی انور! مَیں نے نماز نہیں پڑھی''۔انہوں نے مٹی کا ڈھیلا پیش کیا تو آپؒ نے تیمّم فرمایا اور نماز کی نیت باندھ لی پھر غشی طاری ہوگئی اور چارپائی پر گر گئے دوبارہ ہوش آیا تو فرمانے لگے کہ میں نے نماز نہیں پڑھی۔پھر بے ہوشی کے عالم میں چارپائی پر لیٹ گئے اور ہاتھ آگے بڑھایا جیسے کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں چنانچہ اسی محویت میں جانِ عزیز جانِ آفریں کے سُپرد کردی۔

اِنَا لِلّٰہِ و اِنَا اِلیہِ رَا جِعُون۔

آپ کی نصیحت تھی کہ جمعہ اور عیدین کے علاوہ درس قرآن کا ناغہ نہ ہو، چنانچہ سعادت مند صاحبزادوں نے گھر میں باپ کا جنازہ رکھ کر تڑپتے ہوئے دلوں اور اشکبار آنکھوں سے اس نصیحت پر عمل کیا اور درسِ قرآنِ حکیم دیا۔حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ نے جب قرآن پاک کھولا تو اس آیتِ مبارکہ پر نظر پڑی۔

کُلُ نَفسِ ذَآئِقَۃُ المُو تِ۔

جنازہ:۔

حضرت لاہوریؒ نصف صدی قبل ''ہتھکڑی کا زیور'' پہنے ہوئے جب لاہور تشریف لائے تھے تو اُس وقت آپؒ کا کوئی ہمنوا نہ تھا مگر جب آپؒ کا جنازہ اُٹھا تو حدِ نگاہ تک لوگوں کا سَیل رواں تھا دورویا مکانوں اور دوکانوں کی چھتوں سے عورتیں اور بچے آپؒ کے جنازے پر پھولوں کی پتیاں برسا رہے تھے۔اندازاً ڈیڑھ دو لاکھ شمع توحید کے پروانوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؑ)
He who KNOW himself, he doubt KNOW ALLAH
al-marifat.org

وصایا:۔

آپؒ نے اپنی اولاد کو تین باتوں کی وصیت فرمائی

"۱۔کسی کی ضمانت نہ دینا

۲۔عملیات میں نہ پڑنا

۳۔کیمیا گری میں نہ پڑنا تا کہ دین کی خدمت میں حرج نہ ہو۔"

آپؒ نے اپنے روحانی متوسلین کو وصیت فرمائی کہ" میرے بعد کسی بدعتی اور قبر پرست پیر کے پیچھے نہ لگ جانا اور گمراہ نہ ہو جانا، بلکہ کسی اصلاح یافتہ متبع سُنت عالم کی صحبت اختیار کرنا۔"

مزار مبارک سے خوشبو:۔

لاہور کے اخبارات میں یہ خبر چھپی کہ آپؒ کی تُربت پاک سے فردوسی خوشبوئیں آنے لگیں ہیں۔نہایت معتمد علیہ افراد نے جا کر پتہ لگایا۔ آپ کی تربت پاک کی مٹی کا ہر قسم کا کیمیکل تجزیہ کیا گیا اور سب نے اقرار کیا کہ یہ ہماری دُنیاوی خوشبوؤں سے بالاتر خوشبو ہے۔آپؒ اکثر سیدالکونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پاک ارشاد نقل فرمایا کرتے تھے۔

اَلقَبرُ رَوضَۃٌ مِن رِیَا ضِ الجَنۃِ اَو حُفرَۃٌ مِنْ حَفرِ النِیرَان (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ بن جاتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتی ہے۔
چنانچہ آپؒ کی قبر اللہ کے فضل اور قرآن کریم کی برکت سے جنت کا باغ بن گئی جس کی معطر خوشبو نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی صداقت کا ثبوت پیش کر دیا۔

آپؒ کے ایک خلیفہءمجاز کا مراقبہ:۔

آپؒ کی وفات کے تیسرے روز آپؒ کے ایک برگزیدہ خلیفہءمجاز آپؒ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر آپؒ کے ارشاد کردہ طریقہ کے مطابق مراقب ہوئے۔استغراق وانہماک کے عالم میں آپؒ کی زیارت ہوئی،آپؒ کے چہرہِ اقدس پر انبساط ومسرت کے انوارات برس رہے تھے۔صاحبِ مراقبہ نے سلام کے بعد عرض کیا کہ آپؒ کی پروردگار عالم سے ملاقات کیسی رہی؟ آپؒ نے فرمایا میں نے پروردگار عالم کو بہت بڑا شفیق ورحیم پایا۔اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا کہ تم ہمارے لیے اس قدر مجاہدات وریاضات میں کیوں مشغول رہے؟ میں نے جواب میں عرض کیا کہ اے پروردگارِ عالم مجھے آپ کے عذاب سے خوف آتا تھا۔پروردگار عالم نے فرمایا اگر ہم نے تجھ کو نہ بخشنا ہوتا تو تم پر ظاہری اور باطنی اس قدر زیادہ ذمہ داریاں نہ ڈالی جاتیں۔پھر صاحبِ مراقبہ نے پوچھا کہ کوئی اور قابلِ ذکر بات ہو تو ارشاد فرمائیں،آپؒ نے فرمایا کہ پروردگار عالم کی یہ خصوصی عنائت ہوئی کہ مجھ کو کہا گیا ہے کہ ہم نے تمہاری مہمانی کے طور پر میانی صاحب (لاہور کے قبرستان) کے تمام گنہگار (صاحبِ ایمان) اہل قبور سے اپنا عذاب اُٹھالیا ہے۔(سُبحان اللّٰہ)